

M.B. KHAN ARTIST OOGAHAS LUCKNOW

کوکب

یعنی

ایک اُردو رسالہ جو ملک کے قومی سیاسی ادبی - اور اخلاقی پہلوؤں پر روشنی ڈالتا ہوا ہر مہینہ میں اُترولہ سے (زیر ادارت غلام حیدر خاں) نہایت آب و تاب سے نکلتا ہے - مشاہیر و مقتدر اہل قلم کے مضامین کا مجموعہ - شعر و سخن کا گلدستہ

قابل دید پرچہ ہے

چندہ سالانہ عوام سے ۴ - رؤسا و امراء سے صرف (چار روپیہ) للعہ قیمت فی پرچہ ۴ر

اُجرت اشتہارات نہایت ارزاں

نرخنامہ دفتر سے طلب کیجیے

نمونہ صرف آدھ آنہ کا ٹکٹ بھیجکر مفت منگوا کر ملاحظہ فرمائیے امید کہ پسند خاطر ہو۔

المشتہر

منیجر رسالہ کوکب اُترولہ ضلع گونڈہ

ہندوستان کا

سب سے سستا روزانہ اخبار

سبیل امرتسر

چوراسی عامہ صاف اور مجلا آئینہ تازہ خبروں کا ایڈوڈیٹ ذخیرہ ہے جس میں ملکی و قومی معاملات پر آزادی و دیانتداری سے بحث کی جاتی ہے اور با این ہمہ جسکا ماہوار چندہ صرف ایک روپیہ مع محصول ڈاک ہے - اگر آپ

مفت

مطالعہ فرمانا چاہتے ہیں تو آج ہی ایک پیسہ کا سوال منیجر روزنامہ سبیل امرتسر کے نام بھیجکر ایک ماہ کے لیے خریدار بن جائیے - اور آیندہ سال بھر تک اخبار مفت دینے کی شرط آپ کو لکھکر بھیجدی جاے گی جو بہت ہی آسان اور سہل ہے -

ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے - جنھیں معقول کمیشن دیا جائے گا - مشتہرین اس میں اشتہار دے کر بہت فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

ایک فلسفی

یعنی

مرحوم مولانا وکیل حسین سابق ڈپٹی کلکٹر (؟) لکھنؤ کا رسالہ عنوان مسئلت پر وہ نادر تصنیف ہیں جنھوں نے اُردو زبان کو عملی بنا دیا ہے ملک کے ہر ایک بچہ کو پڑھایئے اور کام کا آدمی بنایئے اگر خود پڑھیے تو زندگی کی قیمت بڑھ جائیے۔

علم الاخلاق - مسلم گرلز اسکول کے کورس میں داخل تھی اُردو یونیورسٹی حیدرآباد دکن کے نصاب تعلیمی میں شامل تھی - مجلد قیمت مع محصولڈاک ... ۱۲ر

افراد کا سبب - پیشہ ور کے مطالعہ کی چیز ہے - اُردو ۱۲ر

الدین اور الکون یعنی مذہب و سائنس مجلد ۱۲ر

امور عامہ - عربی فلسفہ عقلی کا ترجمہ ۱۲ر

زائد خریداروں کو کمیشن معقول دیا جائے گا

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

فرح طلا

بکی - لاغری اور کمزوری کے لیے نفع بخش ہے اور جدید قوت پیدا کرتا ہے - خوشبودار اور خوش ذائقہ بھی ہے تندرست اور معمولی مریضوں کے لیے عجب تماشا اسکے کھانے سے کوئی تکلیف نہیں ہوتی ہے - اور روز اول کیفیت خاص محسوس ہوتی ہے قیمت عہ (پانچ روپیہ) نمونہ کا بکس عہ مع محصولڈاک

ماربل اینڈ کمپنی پوسٹ بکس ۸۹۲ رنگون ملک برہما

سیاحت ظریف

یعنی

منشی سید مقبول حسین صاحب ظریف لکھنوی

منظوم سفرنامہ عراق

عجب دلچسپ نظم ہے پڑھیے اور شاعر کی خاندانی استادی سے فائدہ اٹھایئے - قیمت فی جلد ٹکٹ بھیجیے وی پی اور منی آرڈر بھیجیے

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

سرکار سے رجسٹری کیا ہوا

سدھا سندھو

بالا اور بچوں کی دوا

ملک سکھانسی بہیضہ سوکھا وغیرہ پیٹ کا درد کے ہی ستانا - بچوں کے ہرے پیلے دست اور دودھ پھینک دینا نزلہ زکام وغیرہ مرض کی بے مثال دوا ہے - جسکے صرف چند قطرے پانی میں ڈال کر پی لینے سے ایک ہی خوراک میں پورا فائدہ دکھاتے ہیں قیمت فی شیشی ۸ر ایک درجن شیشی ایک ساتھ خریدنے سے ۵ر اور ڈاک محصول معاف ویدوں ڈاکٹروں حکیموں اور عطاروں کو نمونہ مفت

دور ورنج کیسری یعنی داد کی دوا

بلا کسی جلن اور تکلیف کے داد کو صرف ۲۴ گھنٹے میں آرام کر دینے والی یہی ایک دوا ہے قیمت فی شیشی ۸ر ایک درجن شیشی ایک ساتھ منگانے سے ڈاک خرچ معاف - قیمت ۴ر

بال سدھا

کمزور اور دبلے پتلے - اکثر بیمار رہنے والے بچوں کو موٹا تازہ اور طاقتور بنانا ہو تو اس میٹھی دوا کو منگا کر پلایئے فی شیشی ۱۲ر بڑی فہرست منگانے پر ہر ایک کو مفت ملے گی - ہر شہر میں ایجنٹوں کی ضرورت ہے

پتہ:- **سکھ سنچارک کمپنی متھرا**

قصہ یا ظرافت کی جان

اُردو میں آج تک اس قصہ کا مثل نہیں ہے

جھپو!

یہ مجموعہ ظرافت قصہ اودھ پنچ کے ساتھ مسلسل شائع ہوتا رہا ہے اسکے صفحات بطور فائل علیحدہ بھی مرتب کیے گئے ہیں ابتدائے ۱۹۲۳ء سے جو حضرات اودھ پنچ کے خریدار ہیں اُنھوں نے مسلسل مطالعہ کیا ہوگا لیکن سہ ماہی اور ششماہی خریداران اودھ پنچ قصہ کی ابتدا سے ناواقف ہوں گے۔ یہ مرتب فائل اُنکے اشتیاق کو پورا کر سکتا ہے قیمت علاوہ محصول ڈاک عہ

المشتہر:- منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

جلد ۹ مضامین عجیب نمبر ۳۷

یکشنبہ ۲۸ ستمبر ۱۹۲۴ء

گردش پیمانہ

(نمبر ۳)

۱۳ صفحہ تک ورق گردانی کے بعد اب ہم پندرھواں صفحہ دیکھتے ہیں:-

"اناطولیہ" کے عنوان سے ایک مضمون ہے۔ یہ مضمون اناطولیہ کے حکومتی انقلاب کا خلاصہ ہے اور تقریباً تین صفحہ میں ختم ہوا ہے۔ اس میں دو ایک جگہ زبانی لغزش ہے مثلاً اس کے علاوہ ہر قسم کے پیرایوں کی افزائش بھی بہت ہوتی ہے لیکن نفس مضمون خاصا ہے البتہ مضمون نگار صاحب تھوڑے سے فرنگی مآب معلوم ہوتے ہیں۔ آپ نے مضمون لکھا ہے اردو میں اور اپنے نام کے ابتدائی حروف انگریزی لکھے ہیں "اے یو ہشام" ممکن ہے کہ یہ نام کے حروف نہوں اور ہم تجسس سے کم استعدادی دھوکا کھاتے ہوں۔ مضمون نگار صاحب نے خود اپنے نفس سے اور ادھر صاحب ہیئت ... ہے کہ "اے یو ہشام" کیا معنی کہ صاحب رنگ اکثر کسی خاص آدمی کو یوں ہی مخاطب کرتے ہیں "اے یو کالا آدمی" بہر حال نام کو یوں لکھنا کوئی دلیل قابلیت نہیں ہے۔

صفحہ نمبر ۱۸ کے آخر میں نظم کی دم ریزی ... کی سرخی سے قابل دو سطر جدید شاعری آئی چاہیے اسکے دیکھنے کے قابل ایسے ہی ہمارے ہو سکتے ہیں

اثر کیا پوچھیے صبح صادق کے ترانوں کا
ستارے غش میں آتے ہیں لہندے جھکے ہیں

بیشک جب ہی صبح صادق ترانے گانے لگی تو ستارے غش میں آگئے مگر وہ ترانے بیچ میں کہاں سے آگئے ... اصل غش سرود ہیں ان کو جھکنے کی

[illegible] سکتا تھا کہ چاہیے تھا کہ ہر ایک جماعت ہوجائے یہ بیوقت جھکنا اور پھر ستاروں کا ناچ دیکھ کے جھکنا کچھ زیبا ہے

مری تقدیر ہے بہار صبح فصل بہاری کی
جنانیں پھول بن جاتی ہیں جو کانٹے ہوتے ہیں

پہلے مصرعہ کا ربط دوسرے مصرعہ سے کہیں زیادہ ہے اور یہ غالب ... پھر دوسرے مصرعہ کے دونوں حصے ... شتر گربہ ہیں۔ ایک دو سوے سے الگ الگ بھاگتے ہیں۔ اس شعر کا مطلب شاید ہمارا بنگالی شاعر ہی ... کہہ دے جس کا قول ہے

ہے بیگانہ فضائے ہندی نسوانی سانپ کا
فرزند ہے ... زوج جوڑا سانپ کا

صفحہ ۱۸ میں بھی حضرت شاعر فرماتے ہیں

انشائے راز عشق کا ساماں کیے ہوئے
پھر آئے ہیں وہ بال پریشاں کیے ہوئے

اس نظم کا عنوان ہے "حسن کا فرکا دوسرا حملہ" معلوم ہوتا ہے اس سرخی میں کچھ الفاظ رہ گئے ہیں کہنا چاہیے تھا "حسن کا فرکا دوسرا حملہ عشق کی ... پر" یعنی معشوق صاحب سڑی دیوانے ہوگئے۔ جھنڈا کھولے مٹی کا ڈھیلا چباتے محفل میں گھس آئے اور عشق کا راز افشا کیے دیتے ہیں اگر دیوانہ نہیں ہے تو بالوں کی پریشانی کا کوئی سبب بھی بیان کرنا لازم تھا مثلاً عاشق صاحب واصل برحمت حق ہوئے اور معشوق نے بال کھول کے رنڈاپے کا اعلان کر دیا عشق کا راز جھنڈے پر چڑھا دیا۔

اسی نظم کا دوسرا شعر ملاحظہ ہو

پھر دست جلوہ ہے ہوا کوہ و دشت میں
ہر شے کو اپنی رو میں گلستاں کیے ہوئے

حسن کافر کا اثر خطا نہیں ہے مگر تیسرے شعر میں

خنجر بکف بڑھا ہے مری سمت حسن پھر
کشتی تک اپنے ہاتھوں کو عریاں کیے ہوئے

واہ رے ... اسی ہوا کی مستی نے پیدا کی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نیچرل شاعری کے واسطے عریانی ایک لازمی جزو ہے کچھ نہیں تو کشتی تک ہاتھ ہی سہی۔ ساتواں شعر ہے

پھر آئے ہیں وہ سامنے تیرے بے نقاب
شوخی کی نگاہ میں پنہاں کیے ہوئے

اور خود جلوہ گاہ ہے مگر پلیٹ گاہ کی عمرانی کرتے خود گھس گئے اور دروازہ میں کٹک نہ ہونے پائی۔ فقرہ کے لیے ایسا سر پوش پایہ تیغ شاید کسی شاعر نے نہیں پایا تھا پھر ایک نہیں شوخی جیسی بلا ... پنہاں کرنے کی وجہ نہ معلوم ہوئی کہ یہ شوخی جوالہ کر دیے گئے تو کیوں۔ نگاہ کی یہ شوخی نرالی ہے گویا ایک ... شوخی قبل میں دبائے ہوئے ہیں۔

چھوہڑ چیلا بانکا پاگل ... ماشوق آٹھویں شعر میں اس شان سے آتا ہے

پھر آرہا ہے جو کوئی قتل گاہ میں
شعلہ کی طرح تیغ کو عریاں کیے ہوئے

جو یہ فن ہے تیغ میں اس صنعت کا تشبیہ عریان بالعریان کہتے ہیں اب یہ معلوم نہیں کہ تشبیہ معشوق ہے یا تشبیہ تیغ۔ خدا کرے تشبیہ معشوق ہو یعنی معشوق لپکتا برابر زبان نکالتا شعلہ کی طرح تیز پاجامہ ساری ... لنگوٹی غرقی جانگھیا پہنے کے خوش خلاف پھر آرہا ہے اور تیغ بھی بے نیام ہے۔ تھوڑی دیر میں گنواریوں کی طرح بایں وضع قطع پوتڑا پیٹ پیٹ کے ہڑدنگا کھیلے گا:-

سیر سودیا مالی کا ہڑدنگا کھیلیں کالی کا

صفحہ ۲ سے "افسانہ عمرانہ" شروع ہوتا ہے پہلا فقرہ ملاحظہ ہو:-

"پہاڑیوں میں چشمے کے کنارے کھجوروں کے ایک بیحد سبز و شاداب کنج میں ایک صبح دہقانی دوشیزہ جبکہ سورج کی ضیا پاش سنہری کرنیں ٹیک چڑھنے والے سرخ حرفوں ... کے ساتھ منعکس ہو رہی تھیں اپنی تنہائی کا تکیہ سرہانے رکھے خمیدہ سیاہ زلفوں کو صباحت رخ اور مستی چشم کا نقاب کیے ہوئے محو خواب تھی"

لیجیے حضرت پھر ایک دوشیزہ سے سامنا ہے۔ دوشیزہ بھی گنوار دہقان۔ خدا جانے جناب مضمون نگار کے چار سوتی دماغ میں کتنی دوشیزائیں (گنواریاں) بھری ہوئی ہیں کہ ... چلی آتی ہیں کسی طرح

ختم نہیں ہوئیں۔ یہ دوشیزہ ایک بیحد سبز کنج میں شہنائی (دوپہری) کے تکیہ پر سر رکھے سو رہی ہے سورج ڈھل چکا ہے اور اسکی کرنیں ٹپک پڑنے والے سرخ حرفوں پر منعکس ہو رہی ہیں۔ غالباً یہ کچھ کوئی وصلی یا اطفال کشتی کی تختی ہے جس پر سرخ حروف مدیے کی رال کی طرح ٹپک پڑے ہیں لکھے نہیں گئے۔ حروف کا ٹپکنا نیا محاورہ ہے۔ بر دعا موتن کے حروف ٹپک ٹپک کے بنتے ہیں جیسے یہاں پر ٹپکنا صحیح معلق بر سٹس ہے اُردو کا دوسرا نام ریختہ ہے اگر بیچارہ پرواران اُردو ایسے عمدہ مضامین ٹپکاتے ہیں تو کوئی تعجب نہیں۔ بارش کا زمانہ بھی ہے چھتیں ٹپکتی ہیں تو حروف کیوں نہ ٹپکیں جعفر مضمون نگار نے تکیہ سر بھی نیا تجویز کیا ہے۔ شہنائی کا یہ مصرف آج تک شہنائی کے بانی میاں بو علی سینا کو بھی نہیں سوجھا تھا انھوں نے اتنی موٹی شہنائی جو تکیہ کا کام دے سکے نہ بنائی ہوگی۔ اگر تکیہ کے ساتھ "سر" نہوتا تو لوگ بیلو کا تکیہ سمجھ لیتے اور انھیں خیال ہوتا کہ دہقانی صبیح دوشیزہ ٹانگوں میں شہنائی دبائے یا شہنائی کی تکیہ بنائے محو خواب ہے اور ٹانگوں کی متنفس روح اپنی معشوق تانوں سے جنگل کو خود بخود ست کیے دیتی ہے۔

وہ سو رہی ہے مگر آنکھیں کھلی ہوئی ہیں۔ ان آنکھوں پر خمیدہ سیاہ زلفوں نے چھپتیاں ڈالا ہے (ایک لالا اپنی گائے کا پتہ یوں دیتے تھے "بھوری خمیدہ غافلن والی گا ہے") مستی چشم کو ظاہر نہیں ہونے دیتیں۔ آنکھوں کا کھلا ہونا اس فقرے سے نہیں ثابت ہوتا۔ آیندہ جملہ ملاحظہ ہو۔

"سہرنیاں (مادہ آہو) اسکے چاروں طرف خاموش و ساکت کھڑی تھیں اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ اسکی سوئی ہوئی مستیوں کو جگانا چاہتی ہیں۔ بھیگی ہوئی چشم نیم باز ایک ایسی نظم سنا رہی تھی جس میں صرف فلسفہ خراب پر بحث کی گئی ہو"

دیکھا آپ نے جو شخص محو خواب ہو آدھی آنکھیں کھلی ہوں آدھی مندی انکے سبات سہری کا مرض ہے پھر آنکھیں بھی بھیگی ہوئی ہیں آشوب ورمد میں مبتلا۔ کیچڑ بہتا ہو اڈھلکا لگا ہو۔ ہو کچھ کھی ہوئی آنکھ بھلا ایسی نظم کہاں سنا سکتی ہو جس میں فلسفہ خراب پر بحث کی گئی ہو۔ واہ رے شعور تخیل اس تخیل کا گدھا خرام ناز تمام تنا پچھاڑ کے اپنے پچھوائے دیتا ہے۔

"خفیف سی گلابی ہونٹوں کی لرزش خواہید کائنات کو پھٹ جانے پر مجبور کر رہی تھی"

کائنات تو پھٹنے کے لیے ہوتی ہی ہے اور اسکی صدا بھی سننے والوں نے سنی ہوگی لیکن گلابی ہونٹوں کی لرزش بتا دے رہی ہے کہ سونے والے کا جی متلا رہا ہے۔ واقف ہیں یہ علامت غثیان کا مقدمہ ہے یا پھر بیداری میں بانسری بجانے کی عادت سوتے میں بھی ہونٹوں کو چین نہیں لینے دیتی یا سبات سہری کے ساتھ ہی دوشیزہ جان کو کابوس کی بھی بیماری ہے۔

"کاسنی رنگ کی زریں قبا میں وہ بالکل ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے تالاب میں نیلوفر کے چند پھولوں کے درمیان ماہ تمام کا عکس ہلاکت مجسم"

واہ سبحان اللہ کاسنی رنگ کی تشبیہ تمام نیلوفر کے پھول اور چہرہ کی تشبیہ ماہ تمام کا عکس یہ سب چیزیں ہلاکت مجسم ہیں جس مغرور کو چاہئے دیکھ لیجئے۔ اب جس کسی کی اجل آئے اسے تالاب میں نیلوفر کا پھول اور ماہ تمام دکھا دیجئے کیسی ہی سخت جان ہو ہلاکت مجسم ہو جائے گا۔ ایک ایسی ہی تشبیہ کسی دکنی شاعر نے بھی دی تھی[۵]

تعریف کیا کروں میں عالیقدر والا جناب کی
فصاحت میں آپ ایسے ہو جیسے پنکھڑی گلاب کی

"اس کا سینہ عریاں 'اف' فضا کو رحم کے دیتا تھا نظر نہ آنے والے تارے لرزتی ہوئی چمک کے ساتھ زمین کی طرف جھکے پڑتے تھے"

اے کیوں نہو تم سلامت رہو ہزار روشن میں تاروں کو دودھ پلانے والے اور نوجوان ناظرین کو ترسانے والے۔ تارے بھی شیر خدے ہیں دودھ کے کٹورے دیکھتے ہی جھکے پڑتے ہیں بچے نادان آشنا نہیں سمجھتے کہ کنوارے تھن میں دودھ کہاں جانتے ہیں کہ بن بیاہی کنواری بینہ ہوسانے میں کنکر پھل کا قصہ ہے۔ ہم بہت سے قابل احترام نقرے طوالت کے خیال سے چھوڑے جاتے ہیں کوئی صاحب تحریف کا الزام نہ دیں۔

"...... سانس کا ہر جھونکا چشمہ کا پانی خشک کیے دیتا تھا جس آنچال تو صورت کا ہے کو ہر دم تازہ دم تھا یا کوئی بولی آتش جو تھنوں کے راہ پانی بن رہی ہے۔ اور ہر آہ سیلاب پیدا کرتی ہوئی ریگستان میں جنت بہائے دیتی تھی"

ہاں جناب بیشک یہ دوشیزہ نہیں قدرتی جرعہ کی جڑی خار تھی مگر آہ نفس کی یہ شان نہیں ہے جو سانس باہر نکلتی ہے اسے آہ نفس سے تعبیر نہیں کرتے آہ نفس وہی ہے جسے آپ نے کبھی ذات تعبیر فرمایا ہے یہاں آہ نہیں نفس۔ لکھنا مناسب تھا۔ دوسرے یہ کہ ریگستان کا ذکر آپ نے ابتدا میں نہیں فرمایا ہاں آپ پہاڑ اور چشمے اور بیحد سرسبز کنج دکھا چکے ہیں ریگستان اور سنگستان ایک چیز نہیں ہیں۔ یہ سمندر اگر بہا ہوگا تو بھی چشمہ سار ہیں۔ ناظرین کا حافظہ اتنا کمزور نہیں ہو سکتا کہ آپ کے پہلے جملوں کو وہ بالکل بھلا دیں۔

اس نثر کا ایک منظر ختم ہوا قلم تجلیں رقم کی خواہش ہے کہ تقلیداً ایک منظر ہم بھی دکھائیں تاکہ ناظرین اس عمدہ طرز عبارت آرائی سے حظ وافی حاصل فرما سکیں۔ مٹھانا (دوسرا نگار دیو)

"______جھاڑیوں میں سوراخ موش کے متصل بھٹکٹیا کے ایک نہایت رشتہ زندگانی جھنڈ میں ایک قبیح گھوار مارش (قریب بہ بلوغ) جو دلدادہ جنگہ سنیچر کا بادہ پیاطلقہ رویا قینن کے لنگ پڑنے والے مینار پر سستی کے ساتھ مصروف کشا ورزی ہو رہا تھا۔ اپنی لنگوٹی کو سائبان سینہ بنائے ہوئے دیدہ دوزی کردہ افکر بارہ زم اور حزم ستی پیوند کا خمیازہ کیے ہوئے ہم عنان بیداری تھا۔ سورنیاں اسکے گرد اچھل کود میں مصروف تھیں

[۵] اس مقطے کا مفہوم : سوراخ موش کا ہے اور یہ کونڈے میں دکھا رہا ہے۔ کنش کے ساتھ پانی اوپر چڑھتا ہے۔ مستند

اور گمان ہوتا تھا کہ وہ اسکی بجھی ہوئی ساتھی ہوں کو گرمانے تست بنانا چاہتی ہیں۔ اسکی دنیا لاتی ہوئی بنیں طوفان تھا ایک ایسی بانی جس بھارتی تھی جس میں صرف فلسفۂ باقیدگی کے دقائق جلوہ پیرات کیے گئے ہوں۔ شدید سی غوک نظ شفتا لوی تھنوں کی پھڑک ہنگامہ زار عناصر کو جلاب پی لینے پر باصرار آمادہ نیم تسی کر دیتی تھی۔ شیح ترین ادب غایت مصتاجیت طلب یا فوج دکھو پڑی چند یام کے استعاسن لور آگیں سے عبث شیئے کے بیل اٹھے متشنج ہو گئے تھے کہ ہر قدم میں جلوہ ساسی مخلوق (گنشا ہوا سر) یا بچھوال نظر آتا تھا۔ شیاے (خاکی) رنگ کی تھری ہوئی لنگوٹی میں وہ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے گرد صیا میں پینڈک کے چند بچوں کے درمیان ایک بڑا جگادری سوکھا (دکیکوا) پر وہ فگن جیفۂ متشکل۔ اس کے سر پر ہزار لعنت!

... سرگیں گاؤ کے جوت کو شرمندہ کرنے والے تھے۔ سینٹ دن کو بجلی چھلیا کھیلنے والی بنات النعش اپنی کو ڈالنکاتی ہوئی بھریا کے ساتھ آسپر چھائی رہتی تھیں۔ بڑھل اسکے ترپا کیش سیاہی کی ظلمت سے ارغنوں و مبتکر ہو گئے تھے جس بحر (یا یعنی جسم) کے اُن میں باشندہ تنتری کی سی قالود انگیزی بھر دی تھی۔ جس کے غروری لغویات میں سمندر نفس و درمین نشتر وہ ہے۔ لنگوٹی کا ہر تنا و سمبنا کا نشہ کرکرا کر تا اور بیڑی دہلا کیچڑ پیدا کرتے ہوئے نادان کانا عقد تنگ کیے دیتا تھا۔

دوسرے منظر میں دن کا ہنگامہ خاموش ختم ہوا اور رات کی رستخیزی شروع ہوئی ہے فرماتے ہیں۔ "قریب ہی درہ سے گزرنے والے کاروان کے شور نے ما سے یکایک جونکا دیا وہ ایک مست وارفتگی کے ساتھ اٹھی۔ اُس نے نہایت اطمینان سے درختوں کو چیر دینے والی انگڑائی لی۔ اُس نے اپنی تنہائی اٹھائی اور نغمہ ریز ہو گئی۔ چاند آسمانوں سے پھوٹ نکلا۔ تمام سے لالے کی کلیوں کی طرح چٹک کر چٹکنے لگے اور دنیا مات کے عالم میں

منتقل ہو گئی۔"

ہمارے کرم فرما کو "بیابان" کانے کے بعد اپنی تمام انشا پردازی میں سوائے "مستی" "برہنگی" "عریانی" کے تذکرہ کے اور کوئی چیز ضروری نہیں معلوم ہوتی "مستی" کو دیکھیے ہر چیز سے ٹپکی پڑتی ہے۔ اس انشا پردازی کو آوارگی ستانی انشا پردازی کا لقب دینا چاہیے۔ وارفتگی بھی مستانی آنکھ بھی مستانی غرضکہ ساری دنیا مستانی۔ اور برہنہ — صبح دہقانی دوشیزہ کی نازک نازک انگڑائی کی جانستگی دیکھیے درختوں کی چیر پھاڑ کر رہی ہے درست بھی خرمے اور کھجور کے۔

فارسی کے اواخر کلمات (سفکس) آپ کو گویا ورثہ میں ملے ہیں جہاں پاتے ہیں اور جو پاتے ہیں بے تکلف لگ جاتے ہیں۔ ریز۔ خیز۔ انگیز۔ پاش باش۔ کن۔ آلود۔ آسود۔ اندود۔ نواز۔ سود پرواز۔ طراز۔ ساز۔ افگن۔ انداز۔ گیر۔ نما۔ کیش۔ شناس۔ اندیش۔ آفریں۔ یہ سب آپ کے لونڈی غلام ہیں جس لفظ کے آخر میں چاہیں لگادیں مگر کسی اہل زبان نے انھیں اس لفظ کے ساتھ استعمال نہ کیا ہو تو یہ قصور اہل زبان کا ہے مثلاً :-

سلطنت البروج ریز۔ تقنس خیز۔ باصرہ انگیز۔ فاختہ پاش۔ صبا باش۔ کنگرہ کن۔ مشالہ آلود۔ صومعہ اندود۔ رامشگر آسود۔ قرقرہ نواز۔ نفحات سوز۔ تاخسار ساز۔ خنجر پرداز۔ تنگ طراز۔ برہنہ افگن۔ تخلیل انداز۔ بیابان آویز۔ خمیازہ شگاف۔ عریاں گیر۔ سندوچہ نواز۔ گلبن کیش۔ آتشپارہ شناس۔ گلاب اندیش۔ کارگاہ نما۔ دنبال آفریں۔ اس قسم کی عجیب و غریب وصفی و اضافی ترکیبات کے ڈھالنے اور تراشنے میں آپ بالکل آزاد ہیں خصوصاً نغمہ۔ تبسم۔ لرزش۔ رقص۔ تماند۔ مستی برہنہ۔ عریانی۔ کے ساتھ تو آپ ان تمام الفاظ کی آمیزش میں اہل زبان سے معافی کا پروانہ لکھا لائے ہیں۔ ان دو مناظر کے بعد تیسرا منظر بیان حال سے تعلق نہیں رکھتا بلکہ یہ چند عورتوں کا

کا نعرہ ہے خدا جانے یہ دوشیزہ ہیں یا بیاہی ہیں مصنف یا افسانہ نگار صاحب سے پوچھیے، ان کا نام انداز گنگنا، انشاء اللہ آئندہ نمبر میں دکھایا جائے گا۔ ہمیں عربی فارسی پڑھتے پڑھاتے ایک زمانہ ہو گیا مگر یہ انداز تکلم ہماری نگاہ میں انوکھا ہے۔ عرب کی عورتیں ایسی گفتگو کرتی ہوں شاید عربوں نے بھی نہ دیکھی ہوگی

راقم

ادبار خاکسار

بندۂ درگاہ کا پیٹ بھراؤ خواب

حدیث درد دلا و بندۂ ستانے ہست
کہ لطف بیشتر ہر چوں دراز تر گردد

خسروِ گیتی کے نوشاہ حضرت پنچ۔ شاد و آباد رہو۔ ہر میدان میں تمہارے سر فتح کا سہرا رہے اور تمہارے دشمنانِ روسیاہ ایسی مار کھائیں کہ اُنکے تنوں میں بدھیاں پڑ جائیں۔ میاں گل کی رات کو شب زفاف سے مثال دوں تو بہت مناسب ہے۔ جوائیں وہ

سدا پنچ بہوش صاحب کی نظمیں اگرچہ دلاویز نہیں ہیں لیکن پونہ کے تمام مضامین سے اچھی ہیں سدا ہماری دانست میں حضرت دربار کو استاد سے ہو رہنا چاہیے تھا۔ یا قوں کی روانی اور تخیل کی برجستگی ہرگز ... سے نہیں ملاتی۔ ۱۲

دلاویز خنکی کہ سبحان اللہ۔ تازہ پھولوں کی وہ مہک کہ واہ ہی واہ۔ ہر سڑک پر آرائشوں نے گلاب کے تختے کی بہار دکھائی اور ہر کوچہ نے طبلہ عطاریں کو مشام جان کو قوت بخشی جس طرف منہ کر دیکھتا تھا دلہن کی خوشبو آئی تھی جب رات کے بارہ بجے اور نوبت کی تکوریں سنیں تو فرط شادی سے دل باغ باغ ہونے لگا میں نے افیون کھائی تھی اور حقہ خاطر خواہ نہ ملا تھا۔ مجھے بار بار غنید کے جھونکے آرہے تھے۔ اور کبھی کبھی ساتوں کے دولھا کی طرح اونگھ گیا تھا آخر آنکھیں جھپک گئیں۔ پھر کیا تھا روح نے مختلف مقامات کی سیر کی۔ لیکن خدا سمجھے آتش باز سے کہ اس نے ایک پٹاخا چھوڑ دیا۔ میں جو بیٹھا اونگھ رہا تھا زمین پر منہ کے بل گرا اور لگا اپنی پگڑی اور دامن کو ٹٹولنے کہ کوئی چنگاری تو ادھر اڑ کر نہیں آئی۔ جبھی دیکھنے والوں نے لگائے قہقہے اور لونڈوں نے بجائیں تالیاں میں بیچارہ رہ گیا سٹ پٹا کر۔ حضرت میں ٹھہرا کمزور دل کا آدمی کلیجا تو خشخش کی طرح دھڑکنے لگا آتشبازی کا کیا ذکر ہے میں نے کبھی بارود تک نہیں دیکھی۔ وہاں سے سڑک کی طرف پھر نگاہ دوڑائی دیکھتا کیا ہوں کہ کچھ بوڑھے نوجوان اور لڑکے سامنے سے آرہے ہیں۔ روشنی کی جھلک اور باجوں کی آواز سے ثابت ہوا کہ برات آرہی ہے۔ غور سے دیکھتا رہا اتنے میں برات ناچ گھر کے سامنے آئی۔ دولھا کے آگے مہتابیں چھٹیں ڈیوڑھی کے سامنے اناروں نے یاقوت رمانی کے رنگ کی چنگاریاں دکھائیں۔ چھچھوندروں کا چکر لگانا بھی قابل دید تھا۔ جھمپا اور پھلجھڑیاں تو خوب ہی تھیں۔ کاغذ کا دیو اندر سے کھلا تھا لیکن چھوٹنے میں غبارہ تھا۔ اسکو اڑتے دیکھ کر لڑکوں سے زیادہ بوڑھے خوش ہوئے۔ لیکن انار چھوٹتے وقت تو کمبخت آتشباز بال بال بچا۔ چند چنگاریاں اسکی داڑھی کے بالوں پر اڑ کر پڑیں فقط دو چار بال جل کر رہ گئے ورنہ اسکے منہ کو تو ایسا جھلسا تھا کہ مرت اسکو آگ کے مول لے لیتی۔ بندہ نواز کل کی بات ہے کہ ایک ہندو کی برات چلی جاتی تھی ایک آتشباز کے کپڑوں میں آگ لگی اور وہ جا کر تالاب میں کود پڑا اور کوئی چیت

ساعتوں میں ٹھنڈا ہوکر رہ گیا منیر صاحب ڈیوڑھی کے سامنے سے دولھا ناچ گھر میں آیا اور مسند نشین پر بیٹھ گیا۔ خاص مہمانوں سے زیادہ تعداد اُن لوگوں کی تھی جو آنکھوں کا مچگیت اور بڑانے بیٹھنگے تھے۔ خواہ مخواہ مان نہ مان میں تیرا مہمان۔ بہت سے خاص مہمان آچکے تھے اور چند مہمانوں کا انتظار بھی تھا کہ اتنے میں موٹروں کی آواز آئی معلوم ہوا کہ موٹر پر لیجیے ملک کے بیٹے مرزا لکھنائی بیگ دہائے ہیضہ کی طرح آپہونچے بھانڈوں اور رنڈیوں نے جھک جھک کے تسلیمیں کیں۔ اس ترشو نے ذرا سی گردن ہلادی۔ بی۔ اے کے امتحان لیجے کے اور بھی بہت سے امتحانات میں یہ کامیاب ہوا۔ اور مذہب کی خدمت بھی کی ہے یعنی ایک مسجد کے سامنے بھٹی آباد کرادی ہے۔ بندہ پرور قسم ہے



ماحیا رنگی

دو بہن شنا رو بچے ہندو مسلمان اور بے کی بیماری جان پر ہے

گھنٹہ گھر کی خوب ہے کسی شاعر کا یہ مصرع ہے میں شاہباز ہے سیرت میں بیل ہے۔ اب شیخ جی نے پنپنا لگا نا شروع کیا کہ بیگم صاحب نے لڑکی کے بیاہ میں اتنے روپے جو اٹھائے تو کس کی رائے سے اٹھائے۔ کیونکہ شوہر کے مرنے کے بعد تو روپے کی آمد بند ہوگئی۔ آخر وہ اپنے زر اندوختہ کو کیوں لٹا رہی ہیں۔ کیا ان کی کھال نے بٹا کھایا ہے؟ کیا اپنی زندگی کے دن داماد کی محتاج ہوکر جبر کریں گی؟ اچھی طرح تحقیق کرنے کے بعد معلوم ہوا کہ وہ بالکل بے خطا ہیں اور ناقص العقل ہونے کے باعث لوگوں کی رائے کے مطابق آتشبازی

اور ناچ رنگ کی محفل کے خرچ کو انھوں نے منظور کرلیا ہے۔ نواب سودو مرزا نے وعدہ کیا ہے کہ لکھنؤ آگرہ اور بنارس سے اپنی پسند کے مطابق رنڈیاں اور بھانڈوں کو بلواؤں گا۔ غرضکہ حسب ارشاد نواب سودو مرزا رنڈیاں بلوائی گئیں۔ دوست دشمن اپنے غیرے سب نے اپنی اپنی آنکھیں سینکیں۔ ادھر خسرو خاور نے دامن مغرب میں اپنے رخ کو چھپایا اور نواب سودو مرزا تیل پانی سے درست ہوئے۔ اور ایک نیا سوانگ بھر کر ناچ گھر میں جانے کے لیے تیار ہوگئے۔ چند پاک شہدے بھی انکے ہمرکاب ہوگئے جاکر دیکھا تو ہر بوڑھی اور نوجوان رنڈی کو اپنے حوصلہ سے بیشتر بیباک اور شوخ پایا۔ بوٹی بوٹی ہے کہ پھڑک رہی ہے۔ اپنے انتخاب کی تیز پر جھومنے لگے۔ ہموطن رنڈیوں کے بعد باہر والیوں کی باری آئی ایک معمولی تماشہ کے بعد رنڈی نے تو بھیرویں شروع کی رات جھپک چکی تھی آنکھیں جھپک جاتی تھیں خیال تھا کہ کھانا کھا کر ایک آدھ چیز پکا کی سنوں گا۔ میں وہاں سے اٹھا۔ احباب نے پوچھا۔ کیوں چلدیے؟ میں نے کہا آنتیں قل ہو اللہ پڑھ رہی ہیں۔ بھوک کی چیا مجھ تو تھی ہی کوئی ۱۲ روٹیاں۔ ڈیڑھ پاؤ پلاؤ آدھ پاؤ میٹھے چاول کھائے۔ مرغ کی تینوں سے تو بہ دونوں ٹانگیں توڑیں اور کوئی چھ پیالیاں چائے کی پی لیں۔ لوگوں نے پوچھا کہ آپ نے بہت ہی کم کھایا۔ میں نے کہا حضرت میں رات کو کم ہی کھاتا ہوں حکیم صاحب نے منع کیا ہے۔ اسلیے کہ میرے ہاضمہ میں فتور ہے۔ لوگوں نے کہا حضرت کھا لیجیے پھر ایسا نوٹ کا مال نہ ملے گا۔ مسلمانوں میں اب اس دھوم دھام کا بیاہ اور ایسا الٹی خرچ عنقا ہوگیا۔ میں نے کہا کہ بھیرویں کے بعد باقی چیزیں چٹ کر دوں گا۔ یہ کہنا تھا کہ میری آنکھیں کھل گئیں

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا جو سنا افسانہ تھا

راقم —

دولھا گیا رڈی

مجھے شکر ہے خواب ہی میں سہی پیٹ تو بھر گیا۔



"سوراج سے پیشتر بیچاری صلح کا خاتمہ"

اب تو جو وار ہوتا ہے وہ مجھ غریب کی جان پر ہوتا ہے

نقد النقد

ایک مدت سے بعض جدید ماہواری رسالے۔ ہفتہ وار اور روزانہ جرائد باہر سے دفتر میں آتے ہیں اُنکے مالک یا ایڈیٹر تقاضا کرتے ہیں کہ ایڈیٹر اودھ پنچ کی غفلت پر افسوس کرتے ہوں گے کہ کیوں تبصرہ یا تقریظ نہیں لکھتا۔ بات یہ ہے کہ چند حضرات نے صرف ایک نمبر کسی پرچہ کا نکالا ریویو لکھوا کے مفت اشتہارات چھپوائے اور صرف ایک ہی نمبر نکال کے بیٹھ رہے۔ بعض اہل دیانت نے ایک نمبر نکالنے کی بھی زحمت بھی نہیں فرمائی صرف اشتہار میں لکھ دیا کہ حضرت جبرئیل کا روزنامچہ جناب عزرائیل کی ڈائری مولانا اسرافیل کی یادداشت۔ کراماً کاتبین کی دستخطی سوانح عمری بادلوں کی برقی مشین چلانے کی تدبیریں کائنات کا تمام حال۔ قدرت کا پورا علم۔ یہ سب کچھ ہمارے پرچہ میں ہوگا تو خریدار پیشگی قیمت ادا کرنے والے درکار ہیں۔ پرچہ زیر طبع ہے سرمایہ بھی کافی جمع ہو چکا ہے۔ جلدی سے خریدار بن جائیے۔ اور پیشگی زر نقد داہنے ہاتھ سے دلوائیے۔ جناب رضوان خازن جنت مولانا مالک داروغہ جہنم کے گلہائے نیاز اور آتش دم مضامین اس پرچہ میں شائع ہوں گے۔ ہاویہ کے طبقۂ اسفل سے جلالتمآب ملک فرعون نے قلمی مدد کا وعدہ کیا ہے اور یہی اس پرچہ کی جلالت قدر کی کافی ضمانت ہے۔ مالکان جرائد کے پاس خوشامد آمیز خطوط پہونچے۔ مکرمی جناب ایڈیٹر صاحب۔ السلام علیکم۔ براہ نوازش مہربانہ ایک سال اس اشتہار صدق شعار حق آثار کو اپنے اخبار میں درج فرمایئے کالی جمعرات کو جب بندہ کا پرچہ اور سلک کا طاوم نازل ہوگا تو ہم بھی معاوضہ میں جناب کا اشتہار چھاپئے اور ہر ممکن خدمت کرنے سے دریغ نہ کریں گے فقط مکرر یہ کہ پہلا پرچہ ۳ لاکھ بطور نمونہ تقسیم ہوگا۔ نیاز مند فخر۔ جن لوگوں کے نام یہ خطوط پہونچے انھوں نے شرما شرمی اشتہار شائع کر دیا مشتاقان دیدار نے منی آرڈر بھیجنے شروع کیے۔ مگر یہ پرچہ دیکھنے اور قیمت وصول ہونے کی حسرت قبر میں لے گئے۔ جن جرائد نے اشتہار رد کیا تھا اُنھیں دشنام آمیز خطوط روانہ کیے۔ واہ بے احمق خوب ہمارے روپیہ کھاری کنوئیں میں ڈلوائے۔ اخبار کاہے کو چینی کا خمیر ہے۔ پورا سال ہو گیا نہ آج نکلتا ہے نہ کل۔ مشتہر کو سیکڑوں پوسٹ کارڈ لکھے کمبخت سونٹھ کی ناس لیے منھ میں گھنگنیاں بھرے ہاتھ گنبد رٹسے میں لٹکائے بیٹھا ہے کچھ جواب ہی نہیں دیتا۔ تم نے اشتہار شائع کیا تھا اب تم ہی ہمارے روپیہ بھی دلواؤ۔

الغرض دودھ کا جلا مٹھا پھونک پھونک کے پیتا ہے۔ اسکو احتیاط پر عمل کرنا ضروری ہوا اب جو پرچے نکلتے ہیں اُن پر کچھ دن ٹھہر کے ریویو کیا جاتا ہے۔ جدید وصول شدہ جرائد و رسائل

(۱) کوکب ماہوار ادبی و اخلاقی رسالہ اوتر ولہ ضلع گونڈا (یوپی) سے باہتمام و تالیف غلام حیدر خاں صاحب فیروز شائع ہوتا ہے اسمیں خاطر خواہ دلچسپی کے سامان جمع کیے گئے ہیں۔ ہونہار معلوم ہوتا ہے ایڈیٹر صاحب نوجوان ہیں۔ ترقی کی اُمید ہے عہ سالانہ قیمت ہے۔

(۲) سماج۔ ماہوار رسالہ ہے۔ علمی ادبی تمدنی تاریخی سائنٹفک مضامین ہوتے ہیں۔ پانچ ماہ سے جاری ہے حیدرآباد دکن آجکل اُردو کی ترقی میں جو مساعی کر رہا ہے یہ رسالہ بھی اُن خدمات و مساعی میں حصہ دار ہے۔ بیشتر اہل زبان اسکے حامی و مربی ہیں۔ علمی اعتبار سے یہ رسالہ یقیناً مفید ہے لکھائی چھپائی کاغذ حجم تمام چیزیں اچھی ہیں۔ غلام محمد صاحب انصاری وفا اس کے مدیر اور رگھناتھ راؤ صاحب درد اسکے رفیق مدیر ہیں۔ چھتہ بازار حیدرآباد دکن سے سالانہ چار روپیہ آٹھ آنہ ادا کرنے پر مل سکتا ہے۔

(۳) فوجی رسالہ۔ ماہواری۔ ایڈیٹر شیخ جان محمد صاحب مقام اشاعت دیرہ دون قیمت ؏ سالانہ حجم ۲۴ صفحہ۔ پہلا نمبر ہم نے دیکھا۔ ایک ایسے رسالہ کی ضرورت محسوس ہوتی تھی جو فوج کے جوانوں میں علمی ذوق پیدا کرے اور فوجی ملازمین کی حمایت بھی کرتا رہے۔ امید ہے کہ یہ رسالہ دلچسپ افادی خدمت بھی انجام دے سکے گا۔ اور جنگ لڑ سکیگا۔

(۴) صدائے اسلام بمبئی۔ یہ بھی پہلا نمبر ہے اسکی اصل غرض خود نام ہی سے ہویدا ہے ہفتہ وار پرچہ ہے۔ ملک اللہ دین صاحب اسکے ایڈیٹر ہیں اگرچہ حجم کم ہے پھر بھی مضامین مفید اور پُر جوش ہیں مسلم ہاؤس ریپن روڈ بمبئی نمبر ۸ متصل کھڑا پارسی اسکا مقام اشاعت ہے۔ باقی آیندہ۔

مولانا پنچ کی نوٹ بک

ابھی مسلمانوں کے دل کے حوصلے نکلے ہیں نہ ہندوؤں کے۔ شرائط بھی اطلاعِ معشوق کی زلف ہیں جو برابر تمام ہو رہی ہے مگر دوستوں نے غل مچا دیا کہ صلح ہو گئی صلح ہو گئی جاتا تھا کہ ابھی کی آتا گو خود مولانا سیرابوران کے شکر اقدس کو نوید۔ بعض صاحبان کا مقصد اخبار اور بعض دیگر حضرات کا کھیل جنگی معاش کا ذریعہ ہی جنگ ہے تھوڑے دنوں کے لیے کچھ ضرور بگڑا نظر آتا ہے مگر اُن کو مطمئن رہنا چاہیے کہ اس طریقہ سے کبھی صلح ہوئی ہے نہ ہو سکتی ہے۔

دو فضول گو راستہ میں کہنے لگے یار کوئی بات کہو کہ راہ کٹے۔ ایک نے کہا ہم تو بکریاں پالینگے دوسرے نے کہا اُن میں سے جو فربہ چربیلی ہوگی بندہ اسکے کباب لگائے گا۔ اس فرضی جنس تجارت پر جوتی بیزار ہونے لگی ایک راہ گیر نے جو یہ معرکہ دیکھا اُس نے کہا میاں تم لڑتے ہو اور وہاں بھیڑیا تمام بکریاں چٹ کر گیا۔ دونوں جنگ آزما لڑائی چھوڑ فرضی گلہ کی طرف چلے گئے۔ کیا اسکا نام صلح ہے؟ کیا اب کوئی ایسا لیڈر بھی موجود ہے جسکی بات سب مان لیں؟ مفسد جرائد کی روک تھام تو تھوڑی کی گئی ہے مگر وہ اس فرضی صلح کا نام سنتے ہی بپھر گئے ہیں۔ گویا یہ چند روزہ مصالحت بھی

انکو ناگوار ہے جو شاید صاحب کے روزے کی مدت سے زیادہ قائم رہنے والی نہیں ہے۔

بفضل خدا ہمارے لکھنؤ میں اب کسی قدر امن ہے۔ مقدمات فساد کی پیشی ملتوی ہے۔ ہمیں معلوم نہیں کہ حاکم ضلع نے اس فساد کی جڑ بھی ٹٹولی یا نہیں۔ جہاں تک ہم نے غور کیا ہے گرفتار شدہ لوگ صرف سپاہی ہیں (اور اُن میں بیچارے ناکردہ گناہ بھی ہونگے) انکے سزا پانے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ چشم نمائی اور گرفتاری کے قابل ایسی ہستیاں ہیں جنھوں نے اس بھڑبے کو مار اثم اور مقویات سے زوردار بنایا۔ مثلاً بعض مقرر جن کی زبان نے ایک طرف ہندوؤں کو مشتعل کیا دوسری طرف مسلمانوں کو کسی کو بزدلی کا طعنہ دے کے ابھارا کسی کو گالیاں دے کے غصہ دلایا۔ افواہ ہے کہ یہ مقرر صاحب ایک معتقد اور صاحب کے مہمان عزیز ہیں سلامتی سے معتقد صاحب آئندہ سال صوبہ کی گورنمنٹ کے ہوم ممبری پر بھی دانت لگائے ہوئے ہیں۔ انھوں نے مقرر کو ہر طرح کی مدد عنایت فرمائی۔ اگر یہ افواہ صحیح ہے تو غالباً ڈپٹی کمشنر یا صوبہ کی حکومت سے یہ بات مخفی نہ ہوگی یہ کوئی بات نہیں کہ سپاہی سزا پائیں اور کمانڈر صاحب مونچھوں پر تاؤ دیتے پھریں۔ اگر واقعات معلوم ہو سکے تو آئندہ زیادہ وضاحت کی جائیگی۔

منطقی مسئلہ

جان بل۔ (فنتی بے سے جو سیر ہم سے) سنیے جناب آپ نے منطق پڑھی ہے یا نہیں غالباً پڑھی ہوگی مسئلہ مہمل کو یوں سمجھیے کہ کیل گڑی ہے دیوار میں۔ دیوار ہے زمین میں لہٰذا کیل ہے زمین میں پس کیل بھی ہماری زمین بھی ہماری۔

فنتی بے۔ حضرت یہ نتیجہ خلاف واقع ہے اس وجہ سے کہ دیوار تمام زمین میں گڑی ہوئی نہیں ہے اور کیل جو گاڑی گئی ہے وہ دیوار کے گڑے ہوئے حصہ سے تعلق نہیں رکھتی۔

جان بل۔ (انجمن اقوام)

فنتی بے۔ حضرت سفا تمام ہی نہ کیجیے وہ بھی منطق میں آپ کی شاگرد ہے۔ موصل کا علاقہ جو ہے آبادی اور زبان کے اعتبار سے بھی غالب تعداد ترکی ہے۔ ہم ترجیح دیں مگر آپ کل تک فیصلہ وہاں اپنی طاقت بڑھا رہے ہیں۔ کیا یہ فعل بھی کسی عجیب و غریب منطقی دلیل پر مبنی ہے؟

جان بل۔ بے شک۔ ہم بغیر منطق کے کہیں قدم نہیں رکھتے ہیں! فرض کیجیے انجمن اقوام آپ کے دلائل کو سُن کے جواب نہ دے سکی تو اسوقت کیا ہوگا۔ صورت قیاس یہ ہے کہ ہم ہیں تیل کے خواہشمند تیل کے چشمے ہیں موصل میں لہٰذا موصل ہمارا ہے۔ تمام اگلے پچھلے معاہدات اور دستاویزیں ایک طرف اور بندہ کا یہ منطقی استدلال ایک طرف۔

اللہ جھوٹ کرے!

بیس ہزار حاجیوں کی جانب سے۔ ہم حاجیوں نے بقول بعض جرائد ایک استغاثہ جس مضمون کا شائع کیا ہے سے دل ستم زدہ بے تابیوں نے لوٹ لیا ہمارے کعبے کو وہابیوں نے لوٹ لیا

حملہ ہوگیا طائف کے مدرسے جلا دیے گئے مکانات خاکستر کا ڈھیر عبداللہ بن عباسؓ کی قبر کھود ڈالی گئی عورتیں اور بچے قتل کرا دیے گئے۔ شریف نے اپنے مقدور بھر حمایت کی مگر بھی ہار گیا۔

لیکن ہمارے شہر کا خوش باور روشن ضمیر جو کی منتش مراقب شعار غیب میں ہر جگہ مدام کہتا ہے "آ غا سب جھوٹ۔ یہ یہودی بیہتان ہے یہ ونیتاں جب سے ترکستان سے تار آنے جاتے ہیں (غلط ہے) خبرہ تیرہ ہزار ہم قبول (قبول) نہ کرنا۔"

قاضی جان بل اور معاملہ سوڈان

جب سلاطین کی زندگی میں ترک اپنے قومی مطالبات حاصل نہ کر سکے تو مصری کیا حل لیا جو خدیو یا سلطان کے باوجود اپنے قومی وقار اور جمہوریت سے فائدہ اٹھا سکیں گے۔ ہمارے جان بل نے اسی دن کے لیے ایک شگوفہ پال رکھا ہے سوڈان کا معاملہ روز بروز سیاہی پکڑتا جاتا ہے۔

ہمارے جان بل قاضی بغداد سے کسی طرح چالاکی میں پیچھے نہیں ہیں تفصیل اجمال یوں ہے کہ قاضی بغداد کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا بلا حاجت جو رنہیں۔ جناب میں نے اسکی بیٹی سے شادی کا پیام دیا تو اس نے مہر اتنا مانگا کہ میرے حواس جنبھیری ہو گئے۔ قاضی نے کہا وہ جو کچھ مانگے تم اسوقت کسی سے قرض لے کے دیدو اگر کوئی نہیں دیتا تو میرے پاس ہزار اشرفیاں میں لیجاؤ۔

معاملہ طے ہو گیا۔ جب منگنی بیاہ ہو گیا قاضی صاحب نے اپنا قرضہ مانگا دولھا میاں نے تدبیر پوچھی قاضی نے کہا دو اونٹ کرایہ کے دولھن کے گھر پر لیجاؤ اور دولھن والوں سے کہو حضرت میں تو اپنی دولھن سمیت قطب جنوبی کی سیر کرنے جاتا ہوں خدا حافظ کہا سنا معاف کیجیے گا۔ دولھا میاں نے یہی کیا دولھن کے ماں باپ عزیز اقارب لگے رونے پیٹنے رونے دھونے کے بعد قاضی صاحب کے پاس آئے قاضی پہلے ہی سے جواب کے لیے تیار تھا اُسنے کہا بھائی تم نے مہر کی رقم بہت زیادہ لی ہے اگر مہر واپس کر دو تو میں تمھارے داماد کو سمجھا بجھا کے یہیں روک لوں جانے نہ دوں۔ دولھن والے راضی نہوتے تو کرتے ہی کیا۔ مگر دولھا میاں نے جو اس آسانی کے ساتھ معاملہ طے ہوتے دیکھا تو پاؤں پھیلائے کہ ہزار اشرفی اور لے رہی قاضی نے کان میں جھک کے کہا او دوست غیرت آتی ہے کہ مفت کی جورو کے گھر میں بیٹھو ورنہ ابھی دولھن سے کہوں گا وہ پیٹ مچائے گی کہ میں تین ہزار اشرفی کی قرضدار ہوں جب تک قرض ادا نہ کر لوں کیونکر سفر کروں میاں ساتھ لیجانا ہے ہو تو یہ قرضہ ادا کر دو نہیں تو اپنے دلہا کو یاد کرو۔ دولھا میاں کی سٹی بھولی۔ قاضی کے منہ پر ہاتھ رکھ دیا خدا کے لیے جناب چپ رہیے کہیں دولھن نہ سُن لیں!"

اگر مصر والوں نے سوڈان یا خود مصر کے بارے میں اعتدال سے زیادہ ہاتھ پاؤں پھیلائے تو ہمیں

بعض ضروری امور کا اظہار

(۱) جو حضرات ایک آدھ پرچہ نمونہ کے طور پر منگا لیتے اور یہ سمجھتے ہیں کہ دیانت بھی اور راگ جو بجا ہے مستقبل کو بھی قابلیت اڈیٹر کی. مستعد ہے انھیں کافی واقفیت ہو گئی انکی رائے اکثر صحیح نہیں ہوتی۔

ہمارا قاعدہ ہے کہ فالتو پرچہ دفتر میں بچ رہتے ہیں ان کو نمونہ میں صرف کر ڈالتے ہیں۔ طالب کرتا کو اس ایک پرچہ میں اپنے مفید مطلب باتیں ملیں یا نہ ملیں اسکی پروا نہیں۔ لہذا کم از کم ایک سہ ماہی کے واسطے خریدار ہو جانا نمونہ طلب کرنے سے بدرجہا بہتر ہے۔ اگر اس قلیل مدت میں ناظر کو ظرافت کے ساتھ اخلاقی علمی و ادبی فوائد محسوس ہوں اور چند مضمون بھی اسکے مذاق کے موافق مل جائیں تو دام وصول۔ ورنہ پنچ پی ہزار لعنت کھائی " ما بر خیر شما بہ سلامت۔

(۲) نمونہ پسند آنے پر وی پی کی فرمائش خواہ مخواہ ڈاکخانہ کو سخاوت دکھانے کے مساوی ہے اسے حضرت منی آرڈر بھیجیے کہ ہم انتظار وصول زر قیمت سے اور آپ انتظار ورود مولانا پنچ کی زحمت سے بچیں اور دو آنہ کی جگہ چار آنہ بھی صرف نہوں۔

۳۔ بعض قدرداں دفتر سے ختم مدت ختم خریداری کی اطلاع پر توجہ نہیں فرماتے جب پرچہ بند ہو جاتا ہے تو ناراض ہوتے ہیں کہ کیوں ہمارا اعتبار نہ کیا اب جتنے پرچے اس بیچ میں ناغہ ہو گئے سب اکٹھا بھیجو تاکہ فائل ناقص نہ رہے۔ ان کی تعمیل ارشاد صرف اسی صورت میں ممکن ہے کہ فالتو پرچے دفتر میں موجود ہوں

۴ جو پرچے ڈاکیوں کی نوازش سے گم ہو جائیں وہ صرف آٹھ روز کے اندر دوبارہ بھیجے جا سکتے ہیں عرضداشت اور ٹکٹ کی ضرورت نہیں اطلاعی پوسٹ کارڈ بھیجیے ارسال ہو گئے۔

۵۔ اگر یہ پرچہ (پنچ) ملک کے لیے آپ کی رائے میں مفید ہے تو خود خرید ہو جانے سے پورا حق قدردانی ادا نہیں ہوتا بلکہ اپنے احباب میں اسکی اشاعت کی امکانی کوشش بھی ہونا ہے۔ خیر الناس من ینفع الناس۔

منیجر

شرائط ایجنسی

(۱) روپیہ نقد پیشگی جمع کرنا ہو گا۔

(۲) رقم جمع شدہ کے ادا ہوتے ہی پرچہ کی روانگی موقوف کر دی جائے گی۔

(۳) پانچ پرچہ فی ہفتہ سے کم کی ایجنسی قبول نہ کی جائیگی

(۴) بحساب دو آنہ فی پرچہ فروخت کرنا ہو گا اور چہارم کمیشن ایجنٹ صاحب کو دیا جائے گا۔ علاوہ ازیں حالتوں کے پرانے پرچے واپس نہ لیے جائینگے۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

اودھ پنچ لکھنؤ

(۱) مجلدات اودھ پنچ ۱۹۲۳ء کی چند ہی جلدیں باقی رہ گئیں مشتاقین جلد طلب فرمائیں قیمت فی جلد ۶ مع محصولڈاک

(۲) جلد ۱۹۲۲ء کے وہ نمبر ان نمبروں میں انشاپردازی کے بہترین نمونہ موجود ہیں ظریفانہ مضامین کے مشتاقین کو فوراً طلب کرنا چاہیے فی جلد ۶ علاوہ محصولڈاک۔

منیجر اودھ پنچ لکھنؤ

موسمِ گرما کا تحفہ

معدن الادویہ لکھنؤ کے تیار کردہ شربت جنکی دھوم سالہا سے ہندوستان میں ہے خالص میوہ جات کے افشرہ اور نہایت معتبر کیے جاتے ہیں۔ خوش ذائقہ، بے نظیر صورتیں، دلاویز ذائقہ میں خوشبو، لطافت میں بے عدیل ہیں دل و دماغ کو فرحت، قلب کو سکون اور صحت آنکھوں کو طراوت بخشتے ہیں، شدت عطش کو دور کرتے ہیں۔ جلد طلب فرمائیے۔

شربت فالسہ — فی بوتل عا
شربت بادام — فی بوتل عا
شربت کیوڑہ — فی بوتل عا
شربت بید مشک — فی بوتل عا
شربت کیوڑہ — فی بوتل عا
شربت (المعلاتی) — فی بوتل عہ
شربت انفاسوم — فی بوتل عا
شربت جار — فی بوتل عا

عرق بید مشک — فی بوتل عا
عرق کیوڑہ حیدرآبادی — فی بوتل عا
شربت انگور — فی بوتل عا
شربت انناس — فی بوتل عا
شربت نارنج — فی بوتل عا
شربت لیمو — فی بوتل عا
شربت سنگترہ — فی بوتل عا

قدر دان جلت گرامی حکمت کے مقولہ کو یاد رکھیے ولایتی ایسنس و شکرین سے بنے ہوئے شربتوں سے پرہیز کیجیے۔ فہرست مفت طلب فرمائیے۔ قریب کا ریلوے اسٹیشن کا نام ضرور تحریر فرمائیے اور ہر رقم پیشگی محصول ادا کرنے کے لیے روانہ کیجیے۔

المشتہر

منیجر دواخانہ معدن الادویہ وکٹوریہ اسٹریٹ لکھنؤ

معارف النغمات

یعنی

وہ بے نظیر کتاب جس نے بیچ میں ہا میں گرہ لگائی

اور

انیکڑا موفون کی طرح سروں کے محفوظ رکھنے

بلکہ

ہی سے جملہ حرکات کا نقشہ لکھ لینے کی درد کھائے

ایک

مشہور و معروف کتاب ہے

جس کے

حصہ اول کے دو ایڈیشن خلق ہو چکے اور جاننے والے جانتے ہیں کہ ستا حال موسیقی کے جزو علمی اور عملی پر اس سے بہتر کتاب شائع نہیں ہوئی ہے اور کی ایک

حصہ دوم

طبع ہوا ہے۔ حصہ دوم میں مصنف نے اساتذۂ فن سے کے کلام سے

علم سفینہ بنایا ہے۔

پٹنے

تان سین کے عہد سے زمانہ حال تک صدہا اساتذۂ فن کی گائکی ہوئی گلے سے نقل کی ہوئی دھرپد اور ہوری لفظ بلفظ کتاب پر کھینچ دیا ہے۔

استاد محمد علی خاں

میاں تان سین کے آخری یادگار ہیں صدہا راگوں کی دھرپد اور ہوریاں اس کتاب میں ان سے نقل کی گئی ہیں۔ لطف یہ کہ اگر آپ سرگمے سے ادا کرنے پر قادر نہیں تو کتاب کے رموز کو سمجھ لینے کے بعد جو کہ نہایت وضاحت سے ابتدائے کتاب میں لکھ دیئے گئے آپ ہر ایک راگ کو برت سکتے ہیں جس طرح کہ استاد خود تعلیم دیتا ورنہ ایک معمولی ہارمونیم یا سارنگی سے کام نکال سکتے ہیں اسکے علاوہ دیگر مشاہیر کا سرمایہ نادر بھی آپ کو اس کتاب میں ملے گا فی الحقیقت مصنف نے ہزاروں روپیہ صرف کیا اور ایک عمر کی محنت سے کام لے کے اس کتاب کو مرتب کیا ہے۔

قیمت حصہ دوم پانچ روپیہ مقرر کی جاتی ہے حصہ اول کی قیمت فی جلد۔ محصول ڈاک ہر حال میں ذمہ خریدار

المشتہر۔ منیجر اودھ پنچ لکھنؤ